سلسلہ اشاعت امامیہ مشن پاکستان لاہور ۱۳۸

ارض کربلا پر فیصلہ کن مقابلہ

تحریر

عالیجناب مولانا سید محسن نواب قبلہ مجتہد العصر لکھنؤ

maablib.org

قیمت ۱۳ پیسے

امامیہ مشن پاکستان لاہور

کے سلسلہ اشاعت کا نمبر ۱۳۸ "ارض کربلا پر فیصلہ کن مقابلہ" بصد شکریہ ہفتہ دار "روشنی" لکھنؤ شائع کیا جا رہا ہے۔

مولانا محسن نواب صاحب قبلہ مجتہد العصر مدظلہ لکھنوی مدرسہ ناظمیہ لکھنؤ کے پرنسپل اور ماہنامہ العلم کے سرپرست اور شعلہ بیاں مقرر کی حیثیت سے شیعی دنیا میں محتاج تعارف نہیں ہم مولانا ممدوح کی زیر نظر تحریر شائع کرتے ہوئے ایک فخر اور مسرت محسوس کر رہے ہیں۔

کون نہیں جانتا کہ ۶۱ھ میں محرم کی دسویں تاریخ کو ارض کربلا کے بے آب و گیاہ چٹیل میدان میں حق و باطل کا ایک فیصلہ کن مقابلہ ہوا تھا جس میں باطل عریاں ہو کر حق کے مقابل اپنی تمام طاغوتی طاقتوں کیساتھ صف آرا ہوا تھا۔ امام مظلوم نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی قربانی پیش کر کے قیامت تک کے لئے باطل کو نمایاں کر دیا اب اس پر پردہ ڈالنے کی کوئی کوشش بھی کامیاب نہ ہو سکے گی۔

افراد ملت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس کتابچہ کی توسیع اشاعت میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔ والسلام

آنریری جنرل سکریٹری

ستمبر ۱۹۶۲ء
تعداد اشاعت ۵ ہزار

ارضِ کربلا پر فیصلہ کُن مقابلہ

سرورِ کائناتؐ کے بعد دو طرح کے "نظام حکومت" سے مسلمانوں کو سابقہ ہوا۔ ایک وہ جس کا اعلان غدیر خم میں کیا گیا تھا۔ جس میں حق حکومت کو مخصوص صفات والے انسانوں کے لئے منحصر کیا گیا تھا۔ اور جس میں "دین و دنیا" دونوں کی ذمہ داریوں کا مرکز ایک ہی ذات کو بتایا گیا تھا۔ اور اس سلسلے کے پہلے حاکم سے معرّفی کر دی گئی تھی۔ دوسرا وہ نظم حکومت جو چند انسانوں نے آپس میں طے کر لیا تھا۔ جس کے ذریعہ سے حکومت کے لئے امیدوار بننے کا ہر اس شخص کو موقع تھا جو امیدوار بننا چاہے۔ پہلے کو آپ الٰہی نظام سے تعبیر کریں اور دوسرے کو انسانی نظام سے یاد کریں۔

اتفاقات اور خفیہ سازشوں نے انسانی نظام کو بروئے کار آنے کا موقع دے دیا۔ حکومت اسلام پر قبضہ ہوا۔

اور پوری طاقت سے مخالف جماعت کو کچلنے کی کوشش کی گئی۔ اور یہی باب تاریخ اسلام کا خونیں باب ہے۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے اصول کو عربوں کی اکثریت نے اپنانا شروع کر دیا۔ اور مال اللہ کے حسب مرضی بٹوارے ہونے لگے۔ دین اسلام کے جملہ اصول و فروع کو ایسے سانچے میں ڈھالنا شروع کیا گیا جو اس مجوزہ نظام کے ساتھ میل کھا سکے۔ اور ہر وہ تعلیم مٹائی جانے لگی جس سے الٰہی نظام کی تائید و حمایت ہوتی ہو۔ رفتہ رفتہ کافی فرق نمایاں ہو گیا۔

الٰہی نظام کے وارث داروں کے لئے یہ وقت بہت مشکل کا تھا۔ تبلیغ دین کا کام بھی ہو سلامت روی بھی ہاتھ سے نہ جانے پائے۔ جارحانہ اقدام کی ابتدا نہ کرنا پڑے۔ لیکن بنیادی اصول بھی محفوظ رہیں۔ جہاں تک ہو سکے خونریزی نہ کرنا پڑے نہ اس لئے کہ اپنی جان عزیز ہے بلکہ اس لئے کہ امنِ عالم کا قائم رکھنا دینِ اسلام میں بہت زیادہ قابلِ لحاظ ہے۔ چنانچہ انہیں حدود کا اہلبیت عصمت و طہارت نے اپنے کو پابند رکھا۔ جن موقعوں پر مقابلہ کو خاموشی پر ترجیح دینا ضروری تھا۔ ان میں سے ایک یہ تھا۔ کبھی ایسا نہ ہو کہ انسانی نظام کو الٰہی نظام کے وارثوں

سے منوایا جائے"۔ یہ ایک بنیادی سوال تھا۔ نماز روزے کے جزئی احکام کا سا قصّہ نہ تھا۔ جن میں وقتی طور پر تقیہ کر کے جان بچائی جائے۔ بلکہ نظریات کو پلٹ دینے والا سوال تھا۔ جس کے بعد حق اور باطل کی تمیز دشوار ہو جائے۔ اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ جب اسلامی حکومت کی جانب سے بیعت کا سوال اٹھایا گیا۔ تو سختی سے اس کی مخالفت کی گئی علیؑ کو مجبور کیا جاتا ہے ۱۱ھ میں دباؤ ڈالا جاتا ہے اسیر کئے جاتے ہیں۔ بیعت کے لئے۔ یہ ایک نازک مرحلہ تھا۔ علیؑ اس وقت تلوار نکالیں ممکن نہ تھا۔ حرم رسولؐ میں خونریزی نفسِ رسول کو کب گوارا تھی۔ دوسرے یہ کہ دس پانچ ہم خیال باقی سب مخالف۔ اسی وقت اپنی اور اپنے اعزہ و اقارب کی قربانی پیش کر کے سوال بیعت کو ٹال جائیں۔ ہو سکتا تھا۔ لیکن کل میدان بالکل صاف ہو جائے گا۔ نہ علیؑ ہوں گے نہ آلِ علیؑ جو دنیا کے سامنے تصویر کا دوسرا رخ پیش کرتے رہیں۔ شرق و غرب بلادِ اسلامیہ پر ایک ہی خیال اور ایک ہی نظریہ کا تسلط ہو جائے گا اور آخری مرسل کی تمام زحمات رائیگاں۔ تو پھر کیا کیا جائے کہ علیؑ اور اولاد علیؑ کو بیعت بھی نہ کرنا پڑے اور ان کی جانیں بھی محفوظ

رہیں اور ان کی جانوں کی حفاظت کے پس منظر میں کتاب و سنت اور دین حنیف کی جان بچے اور باطل کی سرکوبی کے لئے حق کی طاقت بھی دنیا میں باقی رہے۔ اس کٹھن منزل پر اور ایسی کش مکش کے عالم میں بضعۃ الرسول نے اپنی قربانی پیش کردی۔ اپنی شخصیت کو بیچ میں ڈال کر حکومت وقت کے دانت کھٹے کردئے۔ تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اگرچہ اس کے نتیجے میں سیدۂ عالم کو بہت جلد سفر آخرت اختیار کرنا پڑا۔ اور حسنین علیہم السلام کے تیسرے بھائی کو ہوائے عالم ظاہری میں سانسیں لینے سے پہلے ہی حق پر قربان ہونا پڑا۔ علیؑ اور حسنینؑ بچ گئے۔ سیدہ اور محسن کام آئے۔ بیعت کا سوال بھی ٹل گیا۔ اب پھر آل رسولؐ خاموشی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جب اسلام کی کشتی ڈوبتے نظر آتی ہے اپنے مشوروں کا سہارا دے دیا جاتا ہے۔ لیکن دنیا پر یہ اچھی طرح واضح ہو چکا ہے کہ اہلبیت جس نظم حکومت کے قائل اور حامی ہیں وہ اور ہے۔ اور اس وقت جو نظم چلایا جا رہا ہے وہ اور ہے۔

احکام میں تبدیلیاں بھی ہو رہی ہیں۔ مگر دوسری طرف

کچھ لوگ اصلی احکام کے بھی پابند ہیں۔ شریعت نئے سانچے میں ڈھل رہی ہے۔ مگر کسی گھر میں پرانے اور خالص نقوش بھی دکھائی دیتے ہیں۔ جس طرح چاہا قرآن کی آیات کو مرتب کیا مگر اللہ نے جس طرح اتارا تھا اس کا علم بھی کچھ سینوں میں محفوظ ہے۔ کچھ عرصہ یونہی گزرا کہ دفعۃً انسانی نظام اپنی کمزوریوں کی وجہ سے اتنا کمزور ہوا کہ ایک عظیم انقلاب نے بلاد اسلامیہ میں زلزلہ کی سی کیفیت پیدا کر دی۔ حاکم ساز اپنے بنائے حاکم پر خفا ہوئے اور اس سے ناراضگی اس حد تک پہنچی کہ قہر و غلبہ کو ذرائع حکومت میں داخل سمجھنے والا حاکم خود مقہور و مغلوب ہوا۔ بنانے والے کہتے تھے بنا لیے ہے تو بگاڑ بھی سکتے ہیں بننے والا کہتا تھا جہاں تک بننے کا سوال ہے میں بن گیا لیکن دوسرا جز نہیں مانوں گا نتیجہ میں جان سے ہاتھ دھونا پڑا۔ یہاں پر آپ کو الٰہی سیاست کا ایک شاہکار دکھائی دے گا۔ خاموش تبلیغ کی ابتدا ایسے وقت جب کہ دس پانچ حمایت کرنے والوں سے زیادہ نہ تھے اور چند سال کے عرصہ میں یہ منظر پیش کر دیا جائے کہ کل جو حکومت ماننے کو تیار نہ تھے آج آتے ہیں خوشامدیں ہیں۔ الحاح و زاری

ہے۔ حضور اسلام کی حالت پر رحم فرمائیے اور اس وقت
حکومت سنبھالیں۔ ایک عام ہیجان اور عظیم بے چینی۔
فریق مخالف بغیر کسی شرط کے ہتھیار ڈالتے ہوتے
ہے۔ نظام انسانی بیعت کرنے آیا ہے۔ الٰہی نظام
کے ہاتھوں پر جب کہ وہ اس کے عکس پر قادر نہ ہوسکا
اور جب کہ الٰہی نظام کا وارث بیعت کو ٹھکرا چکا
علیؑ کے مخالف علیؑ کو حاکم بنانا چاہتے ہیں۔ اپنا
واجب الطاعۃ حاکم حق کا بول بالا ہوا اور دنیا نے دیکھ
لیا کہ اللہ کی طرف سے بنا ہوا حاکم ایسا ہے کہ دنیا بھی
اس کی ڈیوڑھی پر سر نیاز خم کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے
اور آج علیؑ "مسلّم بین الفریقین" ہوتے ہیں۔ جب کہ سابق
کے کسی ایک حاکم کو یہ حیثیت حاصل نہ ہو سکی۔ حجۃ اللہ
پر حجت تمام تھی۔ اس کے سوا چارۂ کار نہ تھا کہ حکومت
قبول فرمائیں۔ جب کہ اس کے ساتھ کوئی شرط بھی نہیں
لگائی جا رہی ہے حکومت منظور کی گئی اور کتاب اللہ
و سنت رسولؐ کو لائحہ عمل بنایا گیا۔ وہی کیا جو صحیح تھا
اسی طریقہ پر چلے جو خدا کو مطلوب تھا۔ سابق کی جن غلط
تعلیمات کو مٹانے کا موقع ملتا گیا انہیں مٹاتے گئے۔
جہاں مصالح عامہ نے خاموشی پر مجبور کیا خاموش رہے

تلوار سے جنگ کی بھی نوبت آئی کیونکہ اب وہ اگلا سا دور نہ تھا - کہ حمایتی موجود نہ ہوں اب دو طرح کی جماعتیں ساتھ تھیں - الٰہی نظام کا وارث سمجھ کر ماننے والے اور انسانی نظام کا منتخب حاکم سمجھ کر اطاعت کرنیوالے امیرالمومنینؑ نے اس موقع کو حمایت حق کے لئے استعمال کیا - اور دونوں قسم کی جماعتوں کو ساتھ لے کر بہت سے ابھرنے والے فسادات کی بیخ کنی فرمائی - وہ ہمیشہ کے لئے کانٹوں سے راستہ صاف کر دیتے اگر عین وقت پر نیا فتنہ نہ اٹھ کھڑا ہوتا - ایک کھلا ہوا نتیجہ امیرالمومنین کے مجاہدات سے یہ برآمد ہوا کہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کے اصلی خد و خال دنیا کے سامنے آ گئے اور یہ معلوم ہو گیا آل رسولؐ کے لئے کبھی بھی مسندِ حکومت ان کو پسند نہیں ہے خواہ وہ ان کے خود ساختہ اصول کے لحاظ سے بھی اختیارات پائیں -

لیکن ایک نہایت پیچیدہ مسئلہ جس کا حل کیا جانا ضروری تھا یہ پیدا ہو گیا کہ الٰہی نظام کے نمائندہ کا ساتھ دینے والی دونوں جماعتوں میں کھلم کھلا امتیاز کیوں کر پیدا کیا جائے جب کہ دونوں سمعاً و طاعةً کہہ کر اپنا حاکم سمجھ رہی ہیں جن میں سے ایک دل میں اس کی معتقد

ہے کہ ہم اپنے پہلے امام کے ساتھ ہیں۔ اور دوسری علی الاعلان بیعت کر کے مطیع بنی ہے۔ حق پرستوں اور باطل پرستوں کی مکمل علیحدگی ایک ایسی ضرورت تھی جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یہ کام حیات امیر المومنین میں مکمل نہ ہو سکا۔ امام حسن علیہ السلام کو بھی دنیا نے اپنا واجب الطاعۃ حاکم بنایا اور انہوں نے اپنے پدر گرامی کی طرح اس کو منظور فرمایا۔ اس لیئے ان کے زمانے میں بھی وہی پیچیدگی باقی رہی اور دونوں جماعتیں مخلوط رہیں جتنے عہد امیر المومنین میں پہنچائے جا چکے وہ اب بھی علیحدہ تھے۔ جتنے ساتھ تھے وہ اب بھی ساتھ تھے مقابلہ کیا جائے تو اس پر فوائد کیا مرتب ہوں گے۔ جو علیحدہ ہیں ان کا استیصال اتنی طاقت مانگتا ہے جو ان کے ساتھ والوں میں نہیں ہے جو ساتھ ہیں ان کو خود سے کیونکر الگ کیا جائے۔ یہ تو رسول اسلام کی سیرت کے خلاف ہے زبانی ساتھ دینے کا اظہار بہر حال کافی سمجھا گیا ہے۔ اور اس کے سوا چارہ کار ہی کیا تھا۔ امام حسنؑ سے بیعت کا سوال بھی نہیں کیا گیا تو پھر اب مسلمانوں کا خون کیوں بہے۔ اور سلامت روی کے عام نصب العین کو کس عظیم مقصد کے لئے خیر باد کہا جائے؟

یہ سوالات تھے جن کی وجہ سے سبطِ اکبر نے صلح کو مقابلہ پر ترجیح دے کر آلِ رسولؐ کو عظیم خطرات سے بچا لیا۔ قربانی کا وقت نہ تھا بلکہ طاقت محفوظ رکھنے کا اور خاموشی سے موقع کے انتظار کا وقت تھا۔ چنانچہ ایک عرصہ گزرا اور اب وہ دور ہے کہ یزید تختِ سلطنت پر بیٹھ چکا۔

امام حسینؑ کو دنیا نے اپنا حاکم نہیں بنایا جو لوگ انہیں مان رہے ہیں وہ اس خیال سے کہ یہ حسینؑ کے بعد ہمارے سچے رہنما ہیں۔ انہیں خدا نے ہمارا تیسرا امام بنایا ہے۔ اگر یہ کسی جماعت کے مقابل آئیں گے تو ساتھ وہی دیں گے جو ان کا ساتھ دینا اپنا مذہبی فریضہ سمجھیں۔ ان کے ساتھ دینے والوں میں علیؑ اور حسنؑ کے ساتھ دینے والوں کا سا مخلوط مجمع نہ ہو گا۔ بلکہ صرف ایک نظریہ اور ایک زاویۂ نظر کا چھنٹا ہوا خالص جتھا ہو گا۔ لہٰذا اگر یہ اٹھیں گے تو حق و باطل کی مکمل علیحدگی کا کام پورا ہو جائے گا۔ اور قیامت تک کے لئے دو فریق الگ الگ پہچان لئے جائیں گے جس کے بعد پھر کسی کاٹ چھانٹ کی ضرورت نہ پڑے گی حق والے حسینی ہوں گے اور باطل والے یزیدی۔ الٰہی نظام کے ماننے والوں کے علاوہ کسی جماعت کے پاس حسینؑ کا ساتھ دینے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ فرزندِ رسولؐ ہونا

ان کی نظر میں اس کا سبب نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ حاکم وقت کے خلاف ان کی نصرت واجب سمجھی جائے۔ امام حسینؑ کا ساتھ دینا اس مذہب میں کیسے جائز ہو سکتا تھا۔ جو ان کو معاذ اللہ حکومت وقت کا باغی اور خلیفۃ المسلمین کے خلاف خروج کرنے والا سمجھے۔

بہرحال اب وقت آگیا جب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہو جائے۔ نفاق اور ایمان کے درمیان ایک حدِ فاصل قائم ہو جائے۔ اب وہ کام انجام پا سکتا ہے جو رسولؐ اسلام کے زمانہ میں ہو سکا۔ نہ عہد امیرالمومنینؑ و امام حسنؑ میں۔ لیکن کیا خود سے چھیڑا کی جائے۔ آلِ رسولؐ کا شیوہ یہ نہ تھا۔ جب تک ان کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا جائے گا۔ وہ خاموشی سے اپنا کام کرتے رہیں گے۔ چنانچہ فریق مخالف کی طرف سے چھیڑ ہوئی۔ اور وہ بھی ایسے بنیادی مسئلے میں جو تنہا ہر طرح کی قربانی پیش کرنے کے لائق تھا۔ اور وہ تھا سوال بیعت۔ وہ سوال بیعت جس کے لئے سیدۂ عالم نے اپنے کو قربان کیا۔ اب حسینؑ کے لئے بھی اس سوال کو کچلنا ضروری تھا۔ اور اسی سلسلے میں وہ مکمل علیحدگی والا بنیادی نصب العین بھی حاصل کر لینے کا موقع تھا۔ حسینؑ نے بیعت سے انکار کر کے باطل سے زبردست

مقابلہ کیا۔ وہ میدان میں آئے۔ معرکہ کارزار گرم ہوا۔ حق و باطل کی بنیادی کارزار۔ ایسی لڑائی تاریخ اسلام میں ایک نہیں ہوئی ایسے حق کا ساتھ دینے والے جن کا ظاہر و باطن ایک، جو ایک خیال اور ایک ہی عقیدہ کے ہوں حسینؑ کے سوا کسی کو نہیں ملے۔ ایمان و نفاق کی جنگ ہوئی اور پوری طاقت کے ساتھ نفاق (جو بہت جلد کفر ہو گیا) کے ساتھ حکومت و جبروت اور ٹڈی دل لشکر ایمان کے ساتھ صبر و استقلال کے چند مجسمے نتیجہ میں حسین علیہ السلام کے دونوں مقصد حاصل ہو گئے۔ دین حنیف قیامت تک زندہ رہنے کے لائق قوت حاصل کر چکا۔ اسلام صحیح کی تعلیمات کو غیر فانی حیات مل گئی۔ الٰہی نظام کے ورثہ داروں کا راستہ صاف ہو گیا۔ کہ وہ اپنے بیت الشرف میں بیٹھ کر جیسا جیسا زمانہ موقع دیتا جائے شریعت کے احکام پہنچاتے جائیں۔ جماعتی امتیاز قائم ہو گیا۔ دنیا کے سامنے اس مذہب کے خدوخال بھی آنے لگے جو اب تک گمنامی کی غیظہ زندگی بسر کر رہا تھا۔ اس نے بڑھنا شروع کیا اور حسینی قربانی کی بدولت شرق و غرب عالم پر چھانے لگا۔ آج دنیا کا کوئی ایسا گوشہ مشکل سے ملے گا جہاں اس کا وجود نہ ہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ وَعَلَى الْاَرْوَاحِ الَّتِيْ حَلَّتْ بِفِنَائِكَ

ہم خرما و ہم ثواب

امامیہ مشن پاکستان کی طرف سے اپنے ہر ممبر خصوصی کی خدمت میں مبلغ پانچ روپے سالانہ فیس رکنیت لینے کے بعد سات روپے سے زائد قیمت کا لٹریچر بھیجا جاتا ہے غور فرمائیے کہ اس سے زیادہ سستا سودا اور کیا ہو سکتا ہے کہ مشن کا ممبر ہونے کی صورت میں نہ صرف فیس رکنیت سے کہیں زیادہ قیمت کا لٹریچر مل جاتا ہے بلکہ دوسرے اَن گنت تبلیغی خدمات میں شرکت بھی ہو جاتی ہے آج کل نصرت سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کی یہ آسان ترین صورت ہے۔ آخر آپ کب تک سوچیں گے؟ خود ممبر بنیئے اور اپنے حلقہ اثر میں توسیع رکنیت کی کوشش کر کے ثواب دارین حاصل کیجئے۔

maablib.org

آنریری جنرل سکریٹری
امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ۔ ۵۲ الفوبانا
لاہور ۲

حسینی فنڈ

میں

عطیہؔ مرحمت فرما کر عطیہؔ کی رقم سے دگنی قیمت کا لٹریچر (بعد منہائی اخراجات ڈاک) مجالس محرم اور جلوس ہائے عزا کے ہمراہ مفت تقسیم کے لئے محرم سے قبل بھیجا جاتا ہے۔ عاشقان حسین مظلوم سے استدعا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ امداد فرما کر کربلا کی عظیم قربانیوں کی اس کے اسباب و علل کے ساتھ نشر و اشاعت میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ یقیناً اس عملی نصرت کا اجر ان کو معصومۂ عالم ہی درگاہِ احدیت سے دلوائیں گی۔

الداعی الی الخیر
آنریری جنرل سیکرٹری
امامیہ مشن پاکستان - اردو بازار - لاہور ۲

4924

ایک پیسہ یومیہ

سے قدرے زیادہ ادا کر کے آپ نصرت سرکار محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کا فرض انجام دے سکتے ہیں۔ صرف پانچ روپے سالانہ فیس رکنیت لینے کے بعد سال بھر میں شائع ہونے والا انمول لٹریچر معہ ماہنامہ "پیام عمل" بلا طلب و بلا قیمت بھیجا جاتا ہے۔ اس لٹریچر کی مجموعی قیمت سات روپے سے زائد ہوتی ہے۔ علوم سرکار محمدؐ و آل محمدؐ کی نشر و اشاعت کی یہ آسان ترین صورت ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارے ساتھ تعاون کیجیے خود ممبر بنیے۔ اعزہ اور احباب کو ممبر بنایئے تاکہ ہم سب کی بیشتر کوششوں سے بیش بہا دینی خدمات انجام دی جا سکیں۔

آنریری جنرل سکریٹری
امامیہ مشن پاکستان اردو بازار۔ لاہور ۲

(مطبوعہ: تعلیمی پرنٹنگ پریس سرکلر روڈ لاہور)